دینی مدارس کے نظام تعلیم کے مقاصد

حافظ محمد اسحاق سلفی

کسی بھی نظام تعلیم کے تین لازمی اجزا ہوتے ہیں استاد،شاگرد اور کتاب۔سادہ سی علمی سرگرمی سے لے کر پیچیدہ تعلیمی تنظیم تک یہ عناصر موجود رہے ہیں جہاں تک دینی مدارس کا تعلق ہے، مستثنیٰ ہے۔کیونکہ دینی مدارس کے نظام تعلیم کی بنیاد قرآن مجید ہے۔قرآن مجید سیرت ساز اور اسلام کا داعی بنانے والی کتاب ہے۔قرآن کریم ایک انقلاب انگیز کتاب ہے جس میں خالق کائنات نے راز حیات بتایا ہے دلوں کے بھید جاننے والے مالک نے اس میں قوموں کے عروج و زوال کے اصول اور رموز بتائے ہیں جن سے واقفیت ضروری ہے۔

دینی مدارس کے نظام تعلیم میں حدیث نبوی ﷺ کا کورس بھی شامل ہے جس کی وجہ سے محض طلبہ میں حدیث کی روایت ہی نہیں بلکہ حدیث میں مذکورہ ہدایت اور قرآنی تعلیمات کے مطابق اس کے انطباق کی بھی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور دینی مدارس کا نظام تعلیم انسانیت کو حریت فکر کی دعوت دیتا ہے اور دینی مدارس کے نظام تعلیم میں کبھی ثنویت نہیں رہی اس میں ہمیشہ وحدت رہی ہے۔

1857ء سے قبل فارغ ہونے والے طلباء جج اور قاضی کی مسند پر آویزاں بھی ہوتے تھے۔ڈاکٹر اور طبیب بھی وہی ہوتے تھے۔ملک کا نظام چلانے کیلئے ساری بیوروکریسی انہی مدارس سے آتی تھی انگریزوں کے تسلط اور قبضے کے نتیجے میں برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی تو اس کیساتھ ہی اس نظام تعلیم کی بساط بھی لپیٹ دی گئی مسلمانوں نے 1857ء میں مزاحمت کی تو چھ سو علماء کو ایک دن میں درختوں کے ساتھ پھانسی دے دی گئی حالانکہ دینی مدارس کے نظام تعلیم کا مقصد ایک پڑھا لکھا انسان تیار کرنا ہے جو امام، قاضی، محتسب شاہی، مدرس، مفتی، اتالیق، طبیب اور مشیر سلطنت ہوسکتا ہے۔

دینی مدارس کے نظام تعلیم کا مقصد دینی علم کے محققین، محدثین، مفسرین، مجتہدین، فقہاء، مبلغین اور مربی پیدا کرنا ہے۔یہ مفروضہ ہرگز مبنی برحقیقت نہیں کہ مدارس عربیہ کا نظام تعلیم فقط دینی تعلیم کیلئے مخصوص ہے۔اور یہاں دنیوی تعلیم نہیں دی جاتی جبکہ دینی مدارس کے نظام تعلیم پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ہی اس غلط خیال کی تردید ہو جاتی ہے دینی مدارس کے نصاب میں قرآن و حدیث اور فقہ وعلم الکلام کے ساتھ منطق، فلسفہ، ادبیات، ہیئت و ہندسہ اور طب جیسے مضامین شامل ہیں جنہیں عرف عام میں دنیوی مضامین کہا جاتا ہے۔

ہمارے ہاں عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ عربی مدارس دینی تعلیم کیلئے مخصوص ہیں اور سکول و کالجز میں دنیوی تعلیم دی جاتی ہے اس غلط فہمی میں عوام ہی نہیں خواص بھی مبتلا ہیں جبکہ حقیقت یہ نہیں ہے اسلام میں دین و دنیا کے تضاد کا کوئی تصور نہیں اسلامی نظریہ حیات کی رو سے زندگی ایک ایسی وحدت کا نام ہے جس میں دینی اور دنیوی کی تقسیم ممکن ہی نہیں کیونکہ ہماری بنیادی دعا یہ ہے:

"ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار"

اگر دینی نظام کی قیادت پر فائز حضرات کا خدانخواستہ تصور سیکولر ہی ہے کہ مذہب اہل مذہب کیلئے ہے اور دنیا اہل دنیا کیلئے ہے قیصر کو قیصر کی چیز دے اور پادری کو پادری کا علاقہ دے دو تو پھر بے شک دین و دنیا کی تفریق کے اس ابلیسانہ تصور پر کاربند رہیے اگر نعوذ باللہ ان اداروں کے قیام سے یہی مقصد پیش نظر ہے تو پھر یاد رکھیئے کہ لادینیت کا یہ نظام اسی طرح چلتا رہے گا۔

میں یہ بات بلاخوف تردید عرض کرسکتا ہوں کہ تعلیم کی وحدت نظام تعلیم کی یکسانیت اور یک جہتی اور یک رنگی کیلئے ایک لازمی شرط ہے ایسی ہر صورت حال جس سے مسلمان دو مختلف طبقوں یا ایک سے زائد طبقوں میں تقسیم ہو جائیں وہ طبقے تعلیم کے نام پر قائم کیے جائیں وہ طبقے کسی کی آمدنی کے نام پر قائم کیے جائیں یا نسل اور رنگ کی بنیاد پر قائم کیے جائیں ان تمام طبقوں اور ان طبقوں کی بنیاد پر الگ الگ تعلیمی دینی اور مذہبی اداروں کا اسلام کے مزاج کے خلاف اور غیر اسلامی ہے اس لئے میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ ملک میں دینی تعلیم اور غیر دینی تعلیم کے جداگانہ اور بالکل الگ الگ ادارے جس انداز سے قائم ہیں اس سے ملک وملت کی وحدت اور یک جہتی متاثر ہو رہی ہے اس سے روزانہ آنے والا ہر لمحہ اور ہر صبح طلوع ہونے والا سورج ملک میں دوئی ثنویت اور افتراق کے جراثیم لے کر آرہا ہے اگر اجازت ہو تو سخت الفاظ استعمال کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دوئی سیکولرزم کے فروغ میں ممد ومعاون ثابت ہورہی ہے۔

ہم نے بطور قوم اور ملک غالباً اس بات کو عملاً قبول کرلیا ہے کہ دین اور دنیا دو الگ چیزیں ہیں دین کے مقاصد کی خاطر فلاں ادارے میں لوگ تیار ہونگے اور دنیا کے مقاصد کی خاطر فلاں ادارے میں تیار ہوں گے۔میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ دین و دنیا کی اس ابتدائی اور

فکری اور نظری تعریف کی بنیاد پر سیکولرزم کی بنیاد استوار ہوتی ہے۔ میرا خیال اور تمام قارئین اس سے اتفاق کریں گے کہ ہمارے ہاں دینی تعلیم کے محدثین، مفسرین اور فقہاء پیدا کرنے کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنایا جائے۔ پاکستان کے مسلمانوں کو صحیح مسلمان بننے میں مدد دی جائے امت مسلمہ کی تشکیل صرف ان خطوط پر ہو جو قرآن و سنت میں بیان ہوئے ہیں اور بینکاری کے نظام کو اسلامی خطوط پر ڈالنے کیلئے ایسے ماہرین رونما ہوں جو صحیح معنوں میں فقہی تخصص اور تعمق (Depth) رکھتے ہوں۔

اگر غور کیا جائے تو دینی نظام تعلیم محض مدارس کا نام نہیں اور نہ صرف نصاب تعلیم کا نام ہے بلکہ فی الواقع مرکب نظام ہے جس میں مدرسہ مہتمم ہوتا ہے جو انتظام و انصرام کرتا ہے اساتذہ اور طلباء ہوتے ہیں جو درس و تدریس میں مشغول رہتے ہیں اور اہل خیر مدرسہ کے مالی معاون ہوتے ہیں یہ سب اس نظام کے اجزاء ہیں اسلئے اس نظام تعلیم کے حوالے سے جب بھی اقدام ہوگا تو ان تمام اجزاء اور عناصر کو سامنے رکھ کر ہوگا۔

دینی مدارس اور اس کے نظام تعلیم کے خلاف مہم بین الاقوامی استعماری نظام کا حصہ ہے۔ مغربی اقوام نے دینی مدارس کے خلاف جو مہم شروع کر رکھی ہے اور پاکستان کے سیکولر حلقے اسے جس طرح ہوا دے رہے ہیں اس کی وجہ وہ مزاحمت ہے جو دینی نظام تعلیم کی طرف سے مغربی نما طرز کے خلاف ہے داخلی اور خارجی سیکولر طاقتوں کو احساس ہے کہ دینی نظام تعلیم کے استحکام سے سیکولر کلچر کو خطرہ ہے جب تک یہ نظام موجود ہے سیکولرزیشن کے عمل میں رکاوٹیں رہیں گی مدارس عربیہ کیلئے یہ امر موجب فخر ہے کہ نظم و نسق کی بہت سی کمزوریوں کے باوجود وہاں طلبہ حد درجہ اطاعت شعار، جفاکش اور مؤدب ہوتے ہیں وہ عدم احترام اور سوء ادبی کا تصور تک نہیں کرتے۔ احتجاج اور ہڑتالوں کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مدارس عربیہ کی ایک اہم اور نمایاں خصوصیت ان کے دارالافتاء ہیں۔ پاکستان کے اکثر مدارس میں فتوی نویسی کا اہتمام ہے جہاں سے ضرورت مند دینی مسائل میں رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

میراث، تقسیم، جائداد، نکاح، طلاق، حلال و حرام اور عملی زندگی کے بے شمار دوسرے مسائل ہیں جن میں ہر دم رہنمائی اور صحیح نقطہ نظر معلوم کرنے کی ضرورت ہے مدارس عربیہ کے دارالافتاء قوم کی یہ ضرورت باحسن وجوہ پوری کر رہے ہیں اگر میں کہہ دوں تو یہ مناسب ہوگا کہ اگر آج لڑائی جھگڑا، فتنہ فساد ختم کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی حل ہے کہ وہ دینی مدارس کے نظام تعلیم پر غور کرتے ہوئے اس کو اپنائیں کیونکہ جب میراث جائداد نظام تعلیم کے مطابق تقسیم ہوگی تو رشتہ داروں میں کینہ، بغض، عداوت اور اخلاق باختہ جیسے بدترین افعال سے چھٹکارا حاصل ہو جائے گا۔ اور جب نکاح طلاق کے مسائل کو نظام تعلیم کے مطابق حل کیا جائے گا تو زوجین میں ہم آہنگی اور محبت میں اضافہ ہوگا اور جب نظام تعلیم کے بنائے ہوئے قوانین کے مطابق مال کو حلال طریقے سے کمایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ مال میں برکات فرمادیں گے اور قومی معیشت بہتر ہو جائے گی اور منصوبہ بندی جیسے آرڈر سے اجتناب کیا جائے گا کیونکہ قومی معیشت مستحکم ہو جائے گی جس طرح دارالافتاء دینی مدارس میں نمایاں خصوصیت رکھتے ہیں سی طرح دینی مدارس اپنے نظام تعلیم میں ان مباحث کو سرفہرست رکھتے ہیں جن کا تعلق اتحاد و اتفاق، یگانگت سے ہے اس لئے دینی مدارس کے فارغ التحصیل طلبہ وحدت فکر لے کر معاشرے میں جاتے ہیں اور اس روشنی میں امت مسلمہ سے اختلاف دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ: انسان کے اعمال کا ترازو

والرقائق)

ترجمہ: جس کا مقصد صرف دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے پر فقیری مسلط کر دیتا ہے اور اس کے معاملے کو بگاڑ دیتا ہے۔ اور دنیا اسے تنی ہی ملتی ہے جتنی اس کیلئے مقرر کی جا چکی ہے اور جس کا مقصود آخرت ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں تونگری ڈال دیتا ہے اور اس کا معاملہ سدھار دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔

مومن کیلئے مناسب یہی ہے کہ اسکا مقصد اور جدوجہد صرف آخرت کیلئے ہو اکہ اللہ کریم کیسے راضی ہوگا۔ انسان خود کو جہنم کی آگ سے کس طرح بچا سکے گا۔

انسان دنیا کیلئے کام کرے لیکن اس کا اصل کام اور مقصد عظیم اللہ کی رضامندی کا حصول ہو۔

"و ابتغ فیما آتاک اللہ الدار الاخرۃ" (القصص ۷۷)

ترجمہ: اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس میں سے آخرت کے گھر کی تلاش بھی رکھ۔

لوگوں نے آج دنیا میں مشغول ہو کر آخرت سے منہ موڑ لیا ہے سوائے اس آدمی کے جس پر اللہ نے رحم کیا۔ اسی لئے ہم دیکھ رہے ہیں کہ انسان کا مقصد اور محنت صرف یہ ہے کہ مال کیسے اکٹھا کرے، کس طریقے سے وہ مالدار بن سکتا ہے اس کا اور اسکی اولاد کا مستقبل کیسے احسن ہو سکتا ہے؟

لیکن دنیا تو ہمارے سامنے موجود ہے اور مستقبل آخرت میں ہے جب انسان کی حالت یہ ہوگی:

یقول یالیتنی قدمت لحیاتی (الفجر ۲۴)

ترجمہ: وہ کہے گا کہ کاش میں نے اپنی اس زندگی کیلئے کچھ نیک اعمال پہلے سے کر رکھے ہوتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں اس دنیا کی زندگی کا فائدہ اٹھانے اور نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العلمین